دار الامان کا ہفتہ!!

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی پھیرو چیچی میں بخیر و عافیت ہیں۔ آپ کے ساتھ صرف ناظر صیغہ تبلیغ و اشاعت ہے۔ اور ایک ڈاکٹر ہے۔ اور ایک خادم شیخ عبد القادر خلف شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی ہے صرف ناظر اشاعت کو لے جانے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کو تبلیغ و اشاعت کے متعلق کیا کیا فکر دامنگیر ہیں۔ ڈاک آپ تک روزانہ پہنچتی ہے۔ قادیان میں حضرت مولوی شیر علی صاحب امیر قادیان آپکی ڈاک لیتے ہیں۔ اور ایک بیگ میں بند کر کے روزانہ ایک آدمی کے ہاتھ بھیجتے ہیں۔ وہاں سے اسی وقت جوابات لکھوا کر اسی آدمی کے ہاتھ قادیان واپس بھیج دیتے ہیں۔ پھیرو چیچی میں ڈاک کا کام بھی مولوی رحیم بخش صاحب ہی کرتے ہیں۔

(۲) ۱۴ فروری ۱۹۲۱ء کو سول سرجن صاحب بہادر ضلع گورداسپور جو یورپین آفیسر ہیں۔ قادیان ہسپتال کا معائنہ کرنے کے لئے تشریف لائے۔ معائنہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب انچارج ہسپتال نے کروایا ہسپتال خاص طور پر صاف تھا۔ مریضوں کی چارپائیاں اور انکے برتن بہت عمدہ طور پر صاف کئے ہوئے تھے۔ ادویات اور اوزار بھی عمدگی سے دکھلائے گئے۔ صاحب بہادر نے سکول کے سائنس روم کا بھی ملاحظہ فرمایا۔ چند منٹ نواب صاحب کی کوٹھی میں آرام فرما کر اور لنچ کھا کر جو صدر انجمن احمدیہ کیطرف سے تیار کیا گیا تھا۔ صاحب بہادر تشریف لیگئے۔

(۳) ایک جنٹلمین علاقہ کچھ سے جو کراچی کیطرف ہے اور میمن ہیں۔ قادیان میں بغرض واقفیت احمدیت تشریف لائے ہیں حضرت صاحب سے ابھی ملاقات ہو گی ابھی ٹھیرے ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو ہدایت دیگا۔ کیونکہ طبیعت سلیم معلوم ہوتی ہے۔

(۴) ۱۳ فروری ۱۹۲۱ء کو شیخ محمد امین صاحب بیرسٹر قادیان تشریف لائے۔ دفتر الحکم میں بھی تھوڑی دیر تک تشریف فرما کر ہو کر ممنون فرمایا۔ شیخ صاحب کا ارادہ ہے۔ کہ وہ اگلے ہفتے لاہور سے دو معزز اشخاص کو اپنے ساتھ لاویں اور حضرت صاحب کی ملاقات سے انکو بہرہ اندوز کریں۔ شیخصاحب کا یہ ارادہ بہت نیک ہے۔ گذشتہ ہفتہ بھی وہ ایک ہندو جنٹلمین کو لائے تھے۔ جو قادیان کی آمد سے بہت محظوظ ہوئے تھے۔ اسدفعہ انکا ارادہ اور دو صاحبان کے متعلق ہے۔ شیخصاحب کا ارادہ ہے۔ کہ وہ اسطرح سے ہر ہفتہ کسی کسی صاحب کو قادیان لایا کریں۔ یہ طریقہ تبلیغ میرے نزدیک بہت مفید ہو گا۔ (انشاء اللہ) ہمارے جو احباب لاہور جاتے ہیں۔ وہ شیخصاحب کو انارکلی میں مل سکتے ہیں۔ وہیں انکا دفتر ہے۔ اور شیخ محمد امین بیرسٹر کے نام سے سائن بورڈ لگا ہوا ہے۔

(۵) مولوی نور احمد صاحب ساکن لکھو کے سے بخشش ...

دانوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر و پبلشر و پروپرائیٹر چھپا۔ اور تراب منزل سے شایع ہوا

عربوں کی مہمان نوازی

عرب کے تمام لوگ مہمان نواز ہیں۔ مہمانوں کی خاطر و مدارات میں وہ بہت صرف کرتے ہیں ان کی مہمان نوازی کی جو شہرت حاصل ہے وہ غلط نہیں ہے۔ عرب کو قاعدہ کا بڑا خیال رہتا ہے ان سے خواہ کتنی زیادہ ملاقات کیوں نہ کی جائے وہ اپنے ملنے جلنے کے کسی قاعدہ میں ترمیم نہیں کرے گا۔ مہمان کے کام کے اوقات اور کھانے کے اوقات کا میزبان بڑا خیال رکھتا ہے۔ جب قہوہ تیار کیا جاتا ہے۔ تو عورتیں ناشتہ پکاتی ہیں۔

جو مہمان کھانا کھا کر چلے جانے کی خواہش کرتا ہے۔ وہ میزبان کے رنج کا باعث بن جاتا ہے۔ انتظار نہ کرنا توہین ہے۔ کیوں عربوں کے نزدیک وقت کوئی چیز نہیں اور ان کو یہ نہیں محسوس ہوتا کیونکہ اس کا اثر دوسروں پر پڑ سکتا ہے۔ عربوں کی عام غذا ہلکی ہوتی ہے۔ علے الصباح وہ قہوہ پیتے ہیں۔ دوپہر سے پہلے بھاری غذا استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح غروب آفتاب سے پہلے ہی بھاری غذا نوش کرتے ہیں۔ دوپہر کے غذا کے بعد عموماً تھوڑا سا آرام کرتے ہیں چاول اور گوشت کھانے میں شاذ و نادر ہوتا ہے البتہ دعوتوں میں یہ چیزیں ضرور ہوتی ہیں۔

کھانے کی تیاری میں عورتیں علی الصباح سے مشغول ہو جاتی ہیں۔ اور دوپہر تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ روٹی کی غرض سے گیہوں کی کاشت کی جاتی ہے۔ مسلم بکرے کا گوشت پکایا جاتا ہے۔ مختلف اقسام کے ۳۰ سے لیکر ۱۲۰ کی تعداد میں کھانے طیار کئے جاتے ہیں جن میں مختلف قسم کے گوشت مختلف اقسام کی ترکاریاں۔ اور مختلف قسم کی پوڈنگیں ہوتی ہیں۔

دعوتوں میں جو طریقہ عربوں میں برتا جاتا ہے وہ انگریزوں کے لئے بہت دلچسپی رکھتا ہے اول جب آپ مہمان کے مکان میں داخل ہوں گے۔ تو ہیٹ اتارنے اور مصافحہ و مزاج پرسی کے بعد میزبان آپ کو ایک خاص کمرے میں لے جائے گا۔ اور آپ کو ایک دور جگہ پر بٹھائے گا۔ اس کا عمل یہ ہوگا کہ آپ کے سامنے قہوہ یا چاء دونوں چیزیں اور سگرٹ سلگا کر پیش کرتا۔ تو جب آپ بیٹھ جائے گے۔ تو مہمان صبحکم اللہ بالخیر یا مساکم اللہ بالخیر۔ کہہ کر آپ کو سلام کریگا۔ اگر ملاقات کے لئے مقرر کر دیا گیا ہو تو کھانا فوراً ہی آئے گا مہمان کی نشست کے چاروں طرف کھجور کے پتے پھیلے ہوتے ہیں۔ اس کے وسط میں کونے کی طشتری ہوتی ہے۔ اس کے ارد گرد پلیٹ اور جام رکھے جاتے ہیں پینے کے لئے لسی پیش کی جاتی ہے۔ انگریز مہمانوں کو باورچی خانہ سے لذیذ غذائیں کہ گوشت چاول۔ مکھن۔ دہی اور مٹھائی وغیرہ نہیں مل سکتی۔

کھانا کھانے کے بعد پھر قہوہ کا دور ہوتا ہے۔ اس سلسلہ کے ختم ہونے کے بعد مہمان کو اختیار ہے۔ کہ جب اس کا جی چاہے۔ چلا جائے۔ عموماً ایک چمچہ مہیا کیا جاتا ہے۔

اور چاول کو انگلیوں سے کھانا پڑتا ہے۔

بلکہ کھانے کے پاس وہ حلقہ کرکے بیٹھ جاتے ہیں۔ کھانا کھانے کے پہلے رسم کے لحاظ سے ہاتھ کا دھونا ضروری ہے۔ ایک خدمت گار اس کام کے لئے متعین رہتا ہے۔

(از بصرہ ٹائمز)

قادیان میں غیر احمدیوں کا جلسہ

۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء کو قادیان کے غیر احمدیوں نے جلسہ کرنے کا اعلان کیا ہے اعلان میں یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر ان کی کتب سے روشنی ڈالی جاوے گی۔ خدا کرے کہ یہ روشنی ان کے لئے نور اور ہدایت کا باعث ہو۔ اور ان کی گمراہی کا باعث نہ ہو۔

اس جلسہ کی اجازت حاصل کرنے کے لئے قادیان کے غیر احمدیوں کو عیسائیوں اور پادریوں کی پناہ لینی پڑی اور ان کو کہا گیا کہ ہم اور تم مسیح کے معاملے میں ایک بات میں متفق ہیں۔ گویا احمدیت کے برخلاف بیان کرنا تمہارے مشن کا کام ہے۔ تم ہماری مدد کرو۔

ان سے مدد لے کر آج قادیان کے غیر احمدی اس قابل ہوئے کہ اپنی بغلیں بجائیں اور کہیں کہ ہم مسیح موعود کے دعاوی پر روشنی ڈالیں گے۔

بہتر ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب قادیان کے غیر احمدیوں کو نماز کی ہدایت کریں بعض سودی معاملات کرتے ہیں۔ ان کو سود کے حرام ہونے کا فتویٰ سنائیں اور ان کی اصلاح کریں۔

انجمن اسلامیہ کے ممبران اور کارکناں کی حالت اسلامی کا موازنہ کریں اور ان کو مسلم بنائیں

سارا وقت احمدیوں کو برا کہنے ہی میں صرف نہ کریں۔ بلکہ ان لوگوں کی اصلاح کی طرف بھی توجہ کریں جو نیکی کا کام ہے

حالات ماریشس

ہمارے پاس مکرم معظم صوفی غلام محمد صاحب مبلغ اسلام نے ماریشس کے حالات شائع کرنے کے لئے روانہ کئے ہیں جس کے لئے میں ان کا مشکور ہوں۔

انہوں نے میرے پاس دو تین نظمیں بھی بھیجی ہیں۔ جو ان کے جذبات قلبی کا نمونہ ہیں اور ماریشس کی نظم کی طرز میں لکھی گئی ہیں۔ جو اگلی اشاعت میں درج کی جاویگی۔

(ایڈیٹر)

جناب اخی المکرم ایڈیٹر صاحب الحکم

السلام علیکم۔ ورحمت اللہ۔ وبرکاتہٗ۔

مندرجہ ذیل حالات ماریشس اپنی اخبار گوہربار میں چھاپ کر مشکور فرماویں۔ اور اس میں میری تین نظمیں بھی ہیں۔ وہ بھی درج اخبار کردیں۔

میں خوب جانتا ہوں کہ میں شاعر نہیں ہوں۔ جذبات قلبی کا اظہار ہے۔ اس لئے ویسے ہی اسکو چھاپ دیں۔

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

روئداد مقدمہ مسجد روزہل چھپ رہی ہے اخبار الفضل کی تقطیع کے برابر قریباً دوسو یا اس سے بھی زیادہ صفحے ہوں گے $\frac{3}{4}$ روئداد چھپ چکی ہے۔ اور $\frac{1}{4}$ باقی رہتا ہے۔ کچھ دنوں تک انشاء اللہ چھپ جائیگا۔ میں مختصر حال مقدمہ ذیل میں لکھتا ہوں۔

۱۶ر ستمبر ۱۹۱۸ء کو بیان دعویٰ بنام چار احمدیاں ملا ۹ر ستمبر ۱۹۱۸ء کو پہلی دفعہ عدالت عالیہ میں پیشن ہوا۔ چلتے چلتے آخر جولائی ۱۹۱۸ء سنہ ۱۹۲۰ء تک چلتا رہا ۹ر نومبر کو فیصلہ عدالت نے صادر کیا۔ نتیجہ فیصلہ مندرجہ ذیل اردو میں ترجمہ کیا جاتا ہے

نتیجہ فیصلہ ۱۶۔ ریہ اس لئے میں معلوم کرتا ہوں کہ جو دعوٰے مسجد کے استعمال کا کہ صرف احمدی جماعت ہی اپنے امام کے ماتحت کرے بالکل ناپائدار ہے۔ مزید براں میں اپنی تئیں اس بات کو بھی منظور ناقابل پاتا ہوں۔ جو کہ دوران مقدمہ میں مدعا علیہم نے پیش کیا ہے۔ کہ عدالت حکم جاری کرے کہ ہر دو احمدیوں اور غیر احمدیوں کے باقاعدہ نمازی اپنے اپنے امام کے پیچھے نماز باجماعت باری باری مسجد میں پڑھیں۔ ایسا حکم جو بڑے بڑے مقدمہ کے معاملہ میں تجربہ کا حل رفع دے گا میری رائے میں مدعیوں کو آرام نہیں دے گا۔ جسکے وہ بلحاظ مسجد روزہل کے مستحق ہیں۔ ایسے حالات میں جو کہ شہادت کی کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان وجوہات کے سبب سے جو کہ میرے بھائی جج نے لکھے ہوئے فیصلہ میں بیان کئے ہیں

۱۷۔ عدالت معلوم کرتی ہے کہ مدعا علیہم پیروان مرزا غلام احمد قادیانی روزہل مسجد محولہ مقدمہ ہذا میں بطور ایک الگ جماعت کے اپنے چنے ہوئے امام کے پیچھے نہ نماز پڑھنے کا حق رکھتے ہیں۔ اور نہ پڑھیں۔ اور اس حد تک فیصلہ مدعیون کے حق میں ان کے استغاثہ کے الفاظ کے مطابق خرچہ کے ساتھ دیا جاتا ہے ~~~

دستخط بحروف انگریزی۔ اے

(ہرشن رود چیف جج)

یہ فیصلہ کا نتیجہ اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے اسکے بعد کے حالات مختصراً یہ ہیں۔

۲۱ر نومبر ۱۹۲۰ء کو احمدیوں کا جنرل جلسہ سینٹ پیر میں ہوا جس میں قرار پایا کہ اپیل کرنی چاہئے۔ اور اس کے لئے فنڈز ہونے گئے۔ ۲۲ر نومبر گذشتہ کو حضور خلیفۃ المسیح تار دی گئی۔ کہ کیا اپیل کونسل کی جاوے یا نہ جس کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ حالانکہ دو ماہ گذر چکے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی وہ تار نہیں ملی نہیں تو ممکن نہیں کہ حضور جواب نہ دیتے۔ ۱۰ر دسمبر کو حوالہ مسجد کا تقاضہ نامہ مدعا علیہ نمبر اول پر آیا ۱۴ر دسمبر کو اس کا جواب دیا گیا۔

۱۶ و ۱۷ر دسمبر نوٹس اپیل پریوی کونسل لندن دیا گیا۔

۲۳ر دسمبر بحث وکلاء مقرر ہوا۔

۵ر جنوری ۱۹۲۱ء میں نوٹس اپیل کا فیصلہ کیا گیا۔ اور مندرجہ ذیل شروط بہ اجازت اپیل منظور ہوئی

(۱) تین ماہ تک ۱۵ دسمبر گذشتہ پانچ ہزار کی ضمانت اپیل کنندگان دیں۔ جسکو عدالت سپریم کا ماسٹر اور رجسٹرار منظور کرے

(۲) ساڑھے سات ہزار روپیہ خرچ مقدمہ روزہل ادا کریں۔ اور ۵ر جنوری ۱۹۲۱ء سے چھ ماہ تک اس عدالت کا ریکارڈ مقدمہ ہذا حاصل کر کے لندن روانہ کر دیں۔ اسکے مقابلہ میں رسپانڈنٹ یعنی مدعیان مقدمہ روزہل ۵ ہزار اور ساڑھے سات ہزار کی ضمانت عدالت میں داخل کریں۔ جسکو ماسٹر اور رجسٹرار منظور کرلے۔

۲۶ جنوری ۱۹۲۱ء کو غیر احمدیوں نے ساڑھے بارہ ہزار کی ضمانت داخل کر کے مسجد پر قبضہ کر لیا اور ہم چار مدعا علیہم کا کاغذ بھیج دیا۔ ۳۱ جنوری کو ہم نے سات ہزار خرچہ ادا کر دیا۔ اب بس اپیل کا معظم ارادہ ہو گیا۔ کہ باقی۔

طبی لیکچر
دوسرے لیکچر کا بقیہ

سیل کہتے ہیں قید خانے کی کوٹھڑی کو۔ قید خانے کے اندر ایک قیدی ہوتا ہے۔ اس قیدی کے سپرد ایک کام ہوتا ہے۔ اور جو قید کرتا ہے۔ اسکے سپرد اسکا کھانا اور پینا ہوتا ہے۔ بعینہٖ یہی حال (1) قیدیوں کا ہوتا ہے۔ جو انسانی جسم کی باڈی کو بناتے ہیں۔ وہ کام کرتے چلے جاتے ہیں۔ غذا پہنچانے کا کام باہر سے ہوتا ہے۔

انکے سپرد بہت سے کام ہیں۔ جو وہ اپنی اپنی جگہ بیٹھے کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے انکا نام سیل ہے۔

حیوانی سیل اور نباتاتی سیل میں فرق ہے۔ نباتاتی سیل کی دیوار بہت موٹی ہوتی ہے۔ اور حیوانی سیل کی دیوار یا تو ہوتی ہی نہیں یا بہت لطیف ہوتی ہے۔

پس لطیف اور کثیف کا فرق ہے۔

وہ سیل جو واحد سیل رہتے ہیں۔ وہ وہ ہیں جو امراض پیدا کرتے ہیں۔ جنکا نام بکٹریا یا نباتاتی کیڑے ہیں۔ مثلاً ہیضہ کا کیڑا سل کا کیڑا وہ کیڑے جو آٹے میں خمیر پیدا کرتے ہیں۔ یہ سیل اسی طرح اپنی عمر بسر کرتے ہیں۔ بعض اپنے بچے چھوڑ جاتے ہیں۔ اور بعض اپنی نسل میں ہی گم ہو جاتے ہیں۔ جسکا ذکر بعد میں آئیگا۔

وہ حیوانات جو ایک سیل رہتے ہیں۔ مثلاً ملیریا بخار کا کیڑا ہے۔ پیچش کا کیڑا ہے جسقدر کیڑے امراض پیدا کرنیوالے ہیں۔ ان میں اکثر نباتاتی ہیں۔

نباتاتی سیل اور حیوانی میں فرق۔

جس سیل کے گرد موٹی دیوار ہو۔ وہ نباتاتی سیل کہلاتے ہیں۔ اور حیوانی وہ ہیں۔ جنکے گرد دیوار نہیں ہوتی۔ یا بہت لطیف ہوتی ہے۔

زندگی کی تعریف علم الاعضاء کیر وسکو

پانچ خواص ہیں۔ جس میں پائے جاویں۔ وہ ذی حیات ہے۔ جس میں یہ نہ ہوں۔ وہ مُردہ ہیں۔

(1) ذی حیات وہ چیز ہے۔ ایریٹے بیلٹی یعنی کوئی بیرونی محرک چھوئے۔ تو وہ اس کو محسوس کرے۔ اور جواب دے۔

مثلاً گھونگا ہے۔ اسکا کیڑا جب باہر ہو۔ تو کوئی اسکے گھونگے کو چھوئے تو وہ جھٹ سکڑ کر اسمیں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ زندگی کی ایک بات۔

سب سے پہلی چیز احساس اور احساس ایسا ہو۔ جس سے دوسرا معلوم کر سکے کہ اس نے محسوس کیا ہے۔

دوسری چیز پاور آف اسی می لیشن ہے یعنی مناسب غیر ذی روح اجزا کو اپنے اندر داخل کر کے ذی روح اجزا بنانے۔ یعنی مردہ ذرّات کو جذب کر کے زندہ ذرّات میں تبدیل کر لینا۔

تیسری شرط۔ پاور آف گلوتھ ہے۔ یہ نمبر ۲ کا نتیجہ ہے۔ اسکا نام ہے۔ قوت نمو۔ یعنی ایک سے دو اور دو سے چار ہو جانے۔

چوتھی شرط۔ پاور آف ایروڈکشن ہے یہ بھی دراصل نمبر ۳ کی شاخ ہے۔ یعنے اپنے جیسی ایک چیز بنا لینی یعنی جو کام ایک سیل میں ہوتے ہیں۔ اسکا جسم ٹوٹتا ہے۔ اور اس سے مواد فاسدہ نکالتا ہے ؛

نمبر ۲ اور نمبر ۵ سب سے زیادہ ضروری ہیں۔ یہ بہر حال ہونے چاہئیں۔ گویا اسی کی تشریح ہے۔ یخرج الحی من المیت یخرج المیت من الحی ایک طرف نمو لگا ہو۔ ایک طرف ہلاکت یہ صرف انسان ہی کا کام نہیں۔ بلکہ ہر سیل کا ہے۔

(1) کسی قسم کی حس و حرکت ہو۔

(۲) مناسب غذا کو لیکر اپنا جسم بنا لینا۔

(۳) بڑھتے جانا اور قوت نمو کا ہونا۔

(۴) اپنے جیسی شکل یا نسل پیدا کرنا۔

(۵) کام کرنے کے نتیجے میں زندہ جسم کے ٹکڑے مردہ کر کے باہر پھینک دینا جنمیں یہ صفات پائی جاویں۔ وہ زندہ ہیں۔

کم از کم نمبر ۲ اور نمبر ۵ کا ہونا نہایت ضروری ہے سیل۔ ایک بٹہ تین ہزار سے لیکر ایک بٹہ تین سو انچ تک قطر رکھتے ہیں۔ یہ بعض گول ہوتے ہیں۔ بعض چورس۔ بعض ٹیڑھے۔ غرض مختلف شکلیں ہیں۔

سیل کی ساخت

اعلیٰ قسم کے سیل کے گرد عام طور پر دیوار نہیں ہوتی۔ سپنج کیطرح اور جیلی کیطرح ہوتے ہیں۔ اسمیں ریشے اور دانے ہوتے ہیں۔ جس سے سیل زندہ ہے۔ اسکا نام پروٹو کلیزم ہے۔

سیل کے اندر ایک چیز سخت ہوتی ہے۔ اسکو نیوکلس کہتے ہیں۔ یہ نیوکلس ایک حاکم کے طور پر ہے جس حصہ کا اس سے تعلق ہے۔ وہ زندہ ہے۔ دوسرا مرجاتا ہے۔ حالانکہ دونو زندہ ہیں۔

اس نیوکلس میں ایک اور بیج ہوتا ہے۔ اسکو نیوکلیوس کہتے ہیں۔ یعنی بیج کا بیج۔ مگر اسکی اتنی اہمیت ابھی تک واضح نہیں ہوئی۔ نیوکلس کے باہر پروٹو کلیزم میں ایک دانہ ہوتا ہے۔ اسکا نام سنٹروسوم ہے۔ یہ سیل کی ساخت ہے۔

ہر سیل اپنی حالت پر رہتا ہے۔ مگر عام یہ ہے۔ کہ وہ اپنی نسل چلاتا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ سیل بیچ میں سے ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر یہ دو جدا جدا

سیل ہو جاتے ہیں۔ پھر دو سے چار چار سے آٹھ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح بڑھتے ہیں۔ یہ سیل ادنےٰ ہیں۔ اور شاذ ہیں۔

ہر سیل کو دیکھ کر پتہ لگ جاتا ہے۔ کسی حیوان کا سیل ہے۔

سیل جب تقسیم ہوتا ہے۔ تو اسکی شکل پھول کیطرح ہوتی ہے۔ اور اسکی ۲۴ پتیاں ہوتی ہیں مثلاً یہ ان میں سے بارہ ماں کیطرف سے ہوتی ہیں۔ اور ۱۲ باپ کیطرف سے۔ یہ اخلاق و عادات کا ورثہ ہوتا ہے۔ پھر یہ نیوکلس دبنی شروع ہو جاتی ہے۔ اور دو جدا جدا ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی پتیاں بارہ بارہ تقسیم ہو جاتی ہیں۔ تقسیم ہو کر پھر یہ پتیاں گڈ مڈ ہو جاتی ہیں۔
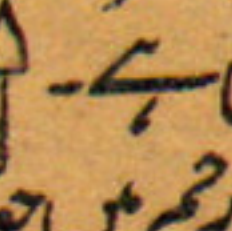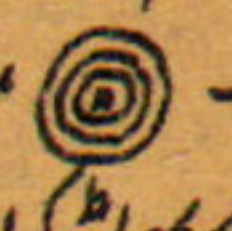
ایک سیل تقسیم ہونیکے لئے آدھ گھنٹے سے دو گھنٹے تک لیتا ہے۔

وہ سیل جو مرد کیطرف سے عورت کیطرف جاتا ہے اسکی یہ شکل ہے۔ یہ دم کے زور سے چلتا ہے۔ عورت کے رحم میں جو سیل ہوتا ہے۔ اسکی یہ شکل ہے۔ مرد کا سیل عورت کے سیل کے پردے پھاڑ کر اندر گھس جاتا ہے۔ وہاں جا کر دونوں سیل ملکر ایک اور سیل بنتا ہے۔ اس تیسرے سیل سے انسان پیدا ہوتا ہے۔ بارہ نیوکلس مرد کے سیل میں ہوتے ہیں۔ بارہ عورت کے سیل میں۔ پھر یہ مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے اور اس سے انسانی جسم کے مختلف حصے بنتے ہیں خاص خاص سیل خاص چیزوں کو بناتے ہیں۔ یہ تو انسانی سیل کا ذکر ہے۔ جب یہ مکمل ہو جاتا ہے۔ تو پھر عجیب عجیب شکلیں اختیار کرتا ہے۔ اور یہ شکل کام اور مقام کیوجہ سے ہوتی ہے جو سانس کی نال کا سیل ہے۔ اس کی شکل یہ ہے۔ یہ ایک جھاڑو ہے۔ یہ آہستہ آہستہ ہلتا رہتا ہے۔ وہ لوگ جو دہوئیں میں کام کرتے ہیں۔ صبح کو جب اٹھتے ہیں۔ اور کھنگارتے ہیں۔ تو اسمیں وہ دھوئیں کے ذرات نکل جاتے ہیں۔ یہ اسی سیل کے باعث ہوتا ہے۔ ورنہ انسان کا پھیپھڑہ رُک جائے۔ اور انسان مر جائے۔
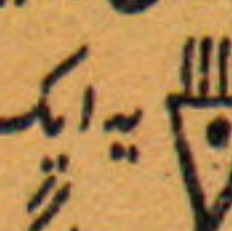
غرض انکی مختلف شکلیں ہیں۔ دماغ کے سیل جو زیادہ کام کرنیوالے ہیں۔ انکی شکل مثلث ہوتی ہے۔ ان کے ہر کونے سے ریشے نکلتے ہیں۔ ایک اور بھی ہوتا ہے۔ اس کی شکل یہ ہے۔ انکو تمام کارروائیوں کی اطلاع اسی لمبی دُم کے ذریعے سے ملتی ہے۔

(باقی پھر)

آریہ سماج قادیان نے اپنا پہلا اصول توڑ دیا!!

آریہ سماج کا سب سے پہلا اصول ہے۔ سچ۔ مگر جو لوگ پہلی سیڑھی پر چڑھنے سے عاجز ہیں۔ ان کے متعلق یہ قطعی رائے ہے۔ کہ وہ انتہائی سیڑھیوں پر چڑھ نہیں سکتے۔

قادیان کی آریہ سماج جو چند نوجوانوں کا مجموعہ ہے اور جنکو کچھ معلوم نہیں کہ مذہب کیا چیز ہے۔ جو اپنی جھوٹی خوشی حاصل کرنیکے لئے سچ جیسی چیز کو بھی ترک کر دیتے ہیں۔ اور عمداً ترک کرتے ہیں۔ ۱۳ر فروری سنہ ۱۹۲۱ء کے پرکاش میں دھنی رام بھلہ نے جو رپورٹ قادیان کے پرچار کی نسبت چھپوائی ہے۔ اس کو پڑھکر صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ دھنی رام نے اس جھوٹ کو جو ایک گندی چیز ہے۔ سچ جیسی اچھی چیز سے بہتر خیال کیا ہے۔ اور اسنے اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ کہ میں اس جھوٹ کو پبلک میں شایع کرتا ہوں اور وہ ایسا جھوٹ ہے۔ کہ جس سے قادیان کی پبلک ناواقف نہیں۔ باہر کے مہاشوں کو اگر دھنی رام دھوکہ دے لے تو دے سکتا ہے۔ مگر دھنی رام کی کیا وقعت رہیگی۔ اس پبلک کے دلمیں جسنے خود اس مباحثہ کو اپنے کانوں سے سنا۔ اور دیکھا کہ پنڈت پورنانند صاحب کس حد تک اس مباحثے میں کامیاب ہوئے۔ اس مباحثے میں پانچ اخبار نویس بذاتِ خود موجود تھے۔ اسکے علاوہ قادیان کا سارا علمی طبقہ قریباً موجود تھا۔

پھر دھنی رام بھلہ کیا ویدوں کی اور ویدوں کے پرمیشر کی قسم اٹھا سکتا ہے۔ کہ جو واقعات اسنے پیش کئے ہیں وہ سچے ہیں۔

دھنی رام لکھتا ہے۔ کہ ماسٹر عبد الرحمن صاحب کی جگہ ایڈیٹر صاحب نور کو کھڑا کیا گیا انکے تمام اعتراضات کا پنڈت صاحب نے بہت ہی معقول جواب دیا۔ چہ خوش۔ اپنے دل کو خوش کرنے کیلئے یہ بات بہت خوش کن ہے۔ مگر سچ تو یہ ہے۔ ؎

ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت ساری
دل کے بہلانے کو غالبؔ خیال اچھا ہے

دھنی رام نے ان سوالات کا ذکر نہیں کیا جو اسوقت ایڈیٹر صاحب نور نے کئے۔ اور نہ ان جوابات کا ذکر کیا۔ حالانکہ پنڈت صاحب کی میز کے قریب غالباً دھنی رام تو نہیں شاید پنا لال صراف یا کسی اور شخص کی قلم بڑی تیزی سے حرکت کرتی ہوئی نظر آتی تھی کیا وجہ کہ وہ اعتراضات جو ایڈیٹر صاحب نور نے کئے۔ اور پنڈت صاحب نے جو جواب دیئے پبلک کے سامنے نہیں رکھے گئے۔ اور پبلک کو فیصلہ کرنیکا موقع نہیں دیا گیا۔ بلکہ خود بخود اپنے منہ میاں مٹھو۔ یہ کہدیا۔ کہ جوابات بہت معقول تھے۔

اگر دھنی رام صاحب بھلہ اسپر قلم اٹھاویں گے تو ہم ایڈیٹر صاحب نور کے سوالات اور ان کے جوابات شایع کر دینگے تاکہ پبلک کو واضح ہو جاوے۔ کہ قادیان کے آریہ سماج کسقدر سچ اور راستی سے پیار کرتی ہے۔

اور یہ بھی کھل جائے۔ کہ قادیان کے آریہ سماج روحانیت سے کسقدر دور ہے۔ وہ قوم جو ابھی راستی سے کوسوں دور ہے اسمیں روحانیت کا ہونا ناممکنات میں سے ہے۔ وہ قوم جسکے ایسے ممبر جو کسی سبھا کے کارکن خیال کئے جاتے اور پبلک کو دھوکا دیکر اپنا مطلب سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔ بتاؤ انکے پاس صداقت کہاں ہے۔

میں دھنی رام کو کہونگا۔ کہ اگر اسکے پاس صداقت ہے۔ تو وہ ایڈیٹر صاحب نور کے سوالات اور ان کے جوابات کو شایع کرے۔ تا کہ پبلک کو اچھی طرح دھنی رام کی پوزیشن نظر آجائے۔

دھنی رام کا دوسرا جھوٹ

وہ لکھتے ہیں آخیر میں میر محمد اسحاق صاحب نے فرمایا کہ چونکہ آج بحث نامکمل رہی۔ اسلئے کل ہمیں وقت دیا جائے۔

دھنی رام کو یاد رکھنا چاہیئے۔ اگر دھرم کوئی چیز ہے تو اس نے اپنے جھوٹوں کیوجہ سے اپنے دھرم کو ناش کرلیا۔ اصل معاملہ تو یوں ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب نور کے سوالوں سے تنگ آکر پنڈت صاحب نے خود ہی کہ دیا کہ ہمارے بھائی صاحب ایک ہی سوال کو پکڑے ہوئے ہیں اور رات بہت زیادہ چلی گئی ہے۔ لوگوں نے آرام کرنا ہے۔ اس لئے میرے خیال میں آج کی کاروائی ختم کی جائے اور باقی پھر اگر ضرورت ہو تو کل اسی طرح سے میرے بھائی صاحب تبادلہ خیالات کرسکتے ہیں۔

جب گھبرائے ہوئے پریذیڈنٹ نے جھٹ ختم کرنے کا اعلان کر دیا اس وقت ایڈیٹر صاحب نور نے دو یا تین منٹ مانگے۔ کہ ایک چھوٹی سی بات پوچھ لینے دو۔ مگر جواب میں پریذیڈنٹ صاحب نے کہا اب میں جلسہ ختم کرچکا ہوں اب کچھ نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر کل بات چیت کرنا ہو تو اس کی صحیح خط و کتابت کریں۔

یہ واقعات ہیں اور پنڈت صاحب اور پریذیڈنٹ صاحب کے الفاظ ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت صاحب اور صدر جلسہ صاحب اسوقت گھبرا گئے تھے۔ اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے دوسرے دن کے وعدے پر اس بات کو ٹالا گیا۔ اس بات کو چھپانے کے لئے دھنی رام نے اپنے دھرم کو چھوڑ دیا اور اس کا الزام میر صاحب پر رکھ دیا۔ یہ ہے آریہ سماج کے کارکن ممبروں کا حال۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں۔ بلکہ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ۔

"وہ ماسٹر محمد یوسف صاحب کو کمزور سمجھ کر احمدی جماعت نے میر صاحب کو کھڑا کیا تھا"

خوب! ماسٹر صاحب کی کمزوری تو ان اعتراضات سے خوب معلوم ہوجائے گی۔ پر کاش کی اگلی اشاعت میں دھنی رام صاحب قادیان کے سب آریوں کی کمیٹی بٹھا کر اور ان سے پوچھ پوچھا کر شائع کرینگے۔ نیز ان جوابات سے خوب پتہ چل جائیگا۔ جو پنڈت صاحب نے دیئے۔

تعجب یہ ہے کہ دھنی رام صاحب ہماری اس مجلس تک پہنچ گئے جسمیں ہم نے بیٹھ کر یہ پاس کیا کہ ماسٹر صاحب کمزور ہیں اب میر صاحب کھڑے ہونے چاہیئے۔ اگر دھنی رام صاحب نے یہ الفاظ ہمارے کسی لیڈر کے منہ سے سنے تو وہ سچے ورنہ جھوٹے۔ کیا دھنی رام نے اس بات سے اندازہ لگایا کہ ہر روز نیا مباحث پیش ہوتا تھا۔ یہ کمزوری کی علامت ہے؟ یا دھنی رام نے ہمارے کسی لیڈر کے منہ سے سنا۔

یاد رہے کہ ایڈیٹر صاحب نور وہ شخص ہے جو آریہ سماج کے خلاف متعدد کتب شائع کرچکا ہے۔ اور آج تک آریہ سماج نے ان کا جواب نہیں دیا۔

ایڈیٹر نور وہ شخص ہے جسنے متعدد مرتبہ آریہ سماج کے پرچارکوں سے بحثیں کیں۔ اور ان کو دندان شکن جواب دیئے ایڈیٹر نور وہ شخص ہے۔ جو نو دس سال سے آریہ سماج کے خلاف آرٹیکل پر آرٹیکل۔ لیڈر پر لیڈر شایع کررہا ہے۔ کل ہی کی بات ہے پروفیسر رام دیو کا جو جواب انہوں نے دیا ہے۔ اس کا جواب پروفیسر صاحب سے اب تک بن نہیں پڑا۔

پس ماسٹر صاحب کی شخصیت کا علم دھنی رام کو نہ ہو۔ تو یہ ہمارا قصور نہیں۔

مباحث بدلنے کی غرض یہ نہ تھی کہ کوئی کمزور ہے بلکہ یہ تھی کہ آنکھوں کے اندھوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ احمدیہ جماعت کے پاس آریہ سماج کے لٹریچر سے واقف ایک ہی شخص نہیں بلکہ کئی ہیں۔

اس کو صاحب علم جان سکتے ہیں کہ ہر روز نیا مباحث تب ہی آسکتا ہے جب کہ شخص اس علم کے اس مذہب کے واقف ہوں۔

پھر مسٹر دھنی رام صاحب لکھتے ہیں...... "کہ وہ میر صاحب کو بھی کل اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا۔" خوب! ماسٹر صاحب کو تو معقول ہی تک جواب ملے تھے۔ میر صاحب کو دندان شکن جواب۔ مگر شاید دھنی رام اسوقت کہیں باہر تشریف لے گئے ہوں گے جب کہ پنڈت پورنانند صاحب صاحب نے فرمایا تھا۔ کہ یہ سوال تو آج ہی سنا ہے۔

اور آج ہی سنے ہوئے اعتراض کا جس سے پنڈت صاحب کے کان پہلے ناآشنا تھے۔ کسطرح سے پنڈت صاحب نے دندان شکن جواب دے دیا۔ کچھ ہوش تو کرنی چاہیئے۔ یا افیون کے نشے میں سب کچھ لکھدیا۔ پنڈت صاحب بار بار کہتے تھے۔ کہ یہ اعتراض تو میں نے آج ہی سنا ہے۔ میر صاحب کی تقریر کا خلاصہ تو گذشتہ الحکم میں نکل چکا ہے۔ اس لئے اس کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ احباب کو اس کے پڑھ لینے سے معلوم ہو جائیگا

کہ کیا حالات تھے۔ آگے چل کر پھر یوں گوہر افشانی کی ہے۔ ”ورکیوں کہ میر صاحب کی بھی کمزوری کو بھی محسوس کر چکے تھے۔ اس لئے حافظ صاحب کو کھڑا کرنا پڑا۔“ تماما خوب! اسپر بھی میں دھنی رام کو کہوں گا۔ کہ وہ میر صاحب کے اعتراضات اور جوابات شائع کریں تاکہ پبلک دھوکے میں نہ رہے۔ اور وہ جوابات بھی شائع کردیں جنمیں میر صاحب کی کمزوری کی نسبت بھی دھنی کو وہی خیال رہا۔ جو ایڈیٹر صاحب نور کے متعلق تھا۔

مگر اس کو معلوم نہ تھا۔ کہ یہ وہی میر صاحب ہیں۔ جنہوں نے دہلی میں دیانند مت کھنڈن سبھا قائم کرکے ستیہ دیو۔ یوگندر پال۔ دھرم پال جیسے بدزبانی کرنے والے آریہ لیکچراروں کا دہلی میں ناطقہ بند کیا تھا۔

غرض کہاں تک لکھوں یہ حال ہے ان آریہ سماجیوں کا قادیان کے بڑے کارکن ہیں اگر اسپر پھر کسی مہاشہ نے قلم اٹھائی تو مجبوراً ہم کو بھی قلم اٹھانی پڑے گی۔

جیسے ایڈیٹر صاحب نور اور ایڈیٹر صاحب کی نسبت خیالات ظاہر کئے گئے۔ ویسے ہی حافظ صاحب کی شان میں دھنی رام جیسے فاضل پنڈت نے استعمال کئے ہیں۔ حافظ صاحب کی شان اس سے بہت بلند ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس لئے مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ میں نے نمونہ کے طور پر چند جھوٹ دکھائے ہیں۔

باقی رہا کہ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب پیش نہیں کئے گئے۔ اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ وہ اس قابل نہ تھے۔ بلکہ یہ تھی کہ اسوقت ہمارے میر مجلس نے ایڈیٹر صاحب نور کو کہدیا تھا۔ کہ آپ کھڑے ہوں گے۔ اور ماسٹر صاحب کا جو سمجھوتہ تھا وہ ان کا پرائیویٹ سمجھوتا تھا۔ اس لئے جب ماسٹر صاحب کو یہ علم ہؤا کہ ہمارے میر مجلس کی یہ منشاء ہے تو انہوں نے فوراً وقت ایڈیٹر صاحب نور کو دے دیا۔ اس سے ان کے اس اخلاص کا پتہ لگتا ہے۔ جو ان کو اسلام کے لیئے ہے۔ ان کی غرض یہ تھی کہ جواب دیئے جاویں اور یہ غرض نہ تھی کہ کون دے۔

اعلان

ناظر اعلیٰ قادیان

مردہ زندہ ہوگیا

(دعا یہ اعجاز حضرت فضل عمر محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی رض)

واقع یہ ہے کہ راقم خاکسار محمد عبدالصمد مبلغ سلسلہ حقہ احمدی ۲۸ دسمبر ۱۹۲۰ء کو سردی محسوس کرکے بیمار ہوگیا اور بخار میں ایسا مبتلا ہؤا کہ قریباً دس یوم تک بے حس و حرکت پڑا رہا۔ کہتے ہیں تین دفعہ پچکاری کی گئی۔ انفلوئنزا کا تین ہی دفعہ ٹیکا کیا گیا۔ مگر آخری کے سوا کسی کی کوئی خبر نہیں ہے۔ شفاخانہ نور ہسپتال دارالامان کا سب عملہ یک زبان ہوکر کہتا ہے۔ کہ ہم لوگ آپ کی زندگی سے بالکل مایوس ہوگئے تھے۔ نہیں معلوم کسطرح حسن و احسان نظیر مسیح و واقعی فضل عمر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ اس اثناء میں شائد ایمائے الٰہی سے شام کے بعد شفاخانہ میں رونق افروز ہوکر اس جاں نثار کی لاش پر آ متوجہ ہوئے اور قم باذن اللہ کے دعا کے نعرہ سے جگا کر حقیقت حال پوچھا جس کا جواب ڈاکٹروں نے دیا۔ اس مردہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے خفیف سرگوشی عطا فرمائی جس سے حضور پرنور کی مسیحائی اور غریب نوازی کا شکریہ ہی فقط ادا ہؤا اور اتنی عرض ہوسکی کہ خادم کی اگر ضرورت باقی ہے۔ تو رکھ لیجئے ورنہ خدا کو دے دیجئے اسپر حضور والا نے شفایابی کی بشارت کی تسلی بخشی۔

رات ہی کو خواب میں معلوم ہؤا کہ خاکسار ایک پہاڑی نامعلوم شہر میں ہے۔ جو کہ نہایت ہی دل افزا جگہ پر واقع ہے۔ اس شہر کے ایک بڑے دروازہ میں جو کہ محراب دار چھتا ہؤا ہے۔ اور پختہ شگرفی جونہ رکھتا ہے۔ جانب بیرون شہر کھڑا ہوں کہ اچانک ایک بڑا قہری ببر شیر ایال والا غراتا ہؤا اپنی طرف آتا اور قریب ہی آتا دیکھتا ہوں۔ قدرت ایزدی نے مجھے اوپر اٹھا کر دروازہ کی چھت کے قریب ادبر میں ٹھہرا دیا ہے۔ اور وہ شیر غراتا ہؤا شہر میں داخل ہوگیا ہے۔ اس کے بعد خاکسار نے پہاڑی دل افزا چشموں اور مقاموں اور سبزہ کی سیر کی اور کہیں کہیں اپنے مشن کی تبلیغ بھی کی اور پہاڑی بلند پر بوجہ خطرہ حیوانات نہیں گیا۔ گو شوق تھا۔ بس اس دن سے بیماری کم ہوتی گئی اور بخار ٹوٹ گیا اور بفضل الٰہی درمیانی کئی مرضوں کے مرحلے طے کرنے کے اب پوری صحت حاصل ہے۔ اور یہ سب اعجاز فضل عمر ایدہ اللہ کا کرشمہ ہے۔ مجھ سے پہلے بھی اس مسیحا نے کئی مردے زندہ کئے ہیں۔ مگر یہ مردہ اور جدید معجزہ اپنی نوعیت میں حضرت مصلح موعود کی خلافت حقہ پر نئی شہادت ہے

خاکسار محمد عبدالصمد احمدی قادیان دارالامان

نظم

جو تقریب سعید نکاح حضرت خلیفۃ المسیح پر لکھی گئی (ایڈیٹر)

عجب زمانہ عجب رنگ ہو عجیب ہے بہار
ہر ایک دل پہ خوشی کا چڑھا ہوا ہی خمار

نسیم صبح نے کیا کان میں ہے پھونک دیا
خوشی میں جھوم رہے آج ہیں سبھی اشجار

ہزار باغ میں سو سو بلائیں لیتی ہیں
نظر جو آیا ہے آج ان گلوں کا سنگار

ہر ایک پیر و جواں شاد اور خرم ہے
ہر ایک غنچۂ دل کھل کے بن گیا گلزار

ملی ہے آج کوئی بس نوید جان افزا
ہر ایک احمدی جس سے مست اور سرشار

سنائیں کیوں نہ خوشی سے احمدی دل کو
کہ پیشگوئی احمد کا آج ہے اظہار

مسیح پاک کی اولاد حسب وعدۂ خدا
دکھا رہی ہو بصد شان اپنے برگ او بار

بڑھے ہیں ایسے بڑھے جیسے باغ میں شمشاد
بحسب وعدۂ رحمان و داورِ دادار

ہے آج ایسا ہی نظارہ پھر نظر آیا
پھر آئی گلشن احمد میں آج تازہ بہار

خدائے پاک کے موعود حضرت محمود
کہ جن سے تخت خلافت ہو آج زینت دار

خدا کے پیارے نبی کے ہیں پیارے لخت جگر
ہیں آج کان نبوت کے وہ درّ شہوار

نظیر حسن میں احسان میں ہیں احمد کے .....
مسیحی نفس سے مردوں کو کرتے ہیں جاندار

ہوئی ہیں ظلمتیں کافور انکی برکت سے
انہیں کے فیض سے پائیں نور ملک و دیار

دکھایا اپنی اولوالعزمی کا ہے رنگ ایسا
بنے ہیں دین محمد کے وہ علم بردار

عمل وہ کرکے دکھاتے ہیں حکم قرآن پر
کہ تا صداقت قرآں کا ہو پھر اظہار

ہے عقد ثالث عالی جناب کا شہرہ
اسی خوشی میں ہے ہر احمدی ہوا سرشار

خدا کا لاڈلا ابن رسول دولہا ہے
لئے کھڑے ہیں ملائک بھی نصرتوں کے ہار

خدائے پاک کے وعدوں سے ہو ہمیں امید
بڑھوگا پھولے پھلیگا یہ احمدی گلزار

دعا ہو جانب اظہر سے اور مبارکباد
دکھائے گلشن احمد کی وہ ہمیشہ بہار

خدا کرے یہ تعلق ہونا ہے عالم
اور ان کے فیض سے ہوں مکتسب سبھی احباب

خدا کے واسطے سجدات شکر میں اپنے
دعا میں اظہر ناچیز کے لئے تکرار

انگلستان میں اسلام

لنڈن ۷ فروری کل ایک خوش منظر رسم ادا ہوئی ہندوستانیوں نے جو رنگ برنگ کی پگڑیاں باندھے ہوئے تھے اور لاگوس کے رئیس علوا۔ د رئیس اعظم (نے ریشمی جبے پہنے ہوئے تھی اسلامی انسٹیٹیوشن کا افتتاح کیا جو فی الحال ایک عظیم الشان مکان واقعہ پٹنی میں قائم کی گئی ہو جہاں ایک مسجد تعمیر کی جائیگی اس رسم کی ادائیگی کے وقت قریباً پچاس غیر مسلم انگریز موجود تھے مولوی فتح محمد سیال نے کہا کہ ہندوستان اور انگلستان کے درمیان احمدیہ اسلامی تحریک امن و امان کے سمجھوتہ کی ایک بہت بڑی امید کی جھلک دکھاتی ہے اور انہوں نے پیشگوئی کی کہ ایک دن سلطنت برطانیہ بھی اسلامی سلطنت ہو جائیگی جس میں نسل یا قومیت کا کوئی خیال نہ ہوگا۔